65494 ـ كريڈٹ كارڈ كے ذريعہ ادائيگى كر كے حج اور عمرہ ادا كرنے كا حكم

سوال

ان آخري ايام ميں حج اور عمرہ كے گروپ منظم كرنے والى سياحتى كمپنيوں كى جانب سے بہت سارے اعلانات سامنے آرہے ہيں، جن ميں حج اور عمرہ ادا كرنے والوں كى سہولت اور ان كى زيادہ سے زيادہ تعداد كو اپنى جانب لانے كے ليے ٹور كے خرچہ كى قسطوں ميں ادائيگى كا اعلان بھى شامل ہے، يہ اعلان بہت سارے ممالك كے اقتصادى حالات ميں كساد اور ان ممالك كے شہريوں كى مالى حالت ميں كمى كو ديكھتے ہوئے كيا گيا ہے، اور بعض كمپنيوں نے تو يہ اعلان بھى كر ركھا ہے كہ: قسطيں كريڈٹ كارڈ كے ذريعہ بھى قبول كى جاسكتى ہيں .

سوال يہ ہے كہ:

اس طريقہ سے ادا كيا جانے والے حج اور عمرہ كا شرعى حكم كيا ہے؟ اور كيا اس حالت ميں حج اور عمرہ صحيح ہو گا؟ ـ خاص كر بعض فقہاء نے ٹور كے اخراجات بہت زيادہ ہو جانے كى بنا پر حج كے ليے مناسب قسطوں ميں ادا كرنے پر حاصل كردہ قرض كے ذريعہ مال لينا جائز قرار ديا ہے ؟

پسنديده جواب

الحمد لله.

حج اركان اسلام ميں سے ايك ركن اور اس كى عظيم بنيادوں ميں سے ايك بنياد ہے، جو كہ اللہ تعالى كى كتاب اور سنت نبويہ صلى اللہ عليہ وسلم سے ثابت شدہ فريضہ ہے، اور سب مسلمانوں كا اس پر اجماع ہے.

ارشاد بارى تعالى ہے:

اللہ تعالى نے ان لوگوں پر جو اس كى استطاعت ركھتے ہوں اس گھر كا حج فرض كرديا ہے، اور جو كوئى كفر كرے تو اللہ تعالى اس سے بلكہ تمام دنيا سے بے پرواہ ہے آل عمران (97).

ابن عمر رضى اللہ تعالى عنہما بيان كرتے ہيں كہ رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے فرمايا:

" اسلام كى بنياد پانچ چيزوں پر ہے، اس بات كى گواہى دينا كہ اللہ تعالى كے علاوہ كوئى معبود برحق نہيں اور بلا شبہ محمد صلى اللہ عليہ وسلم اللہ تعالى كے رسول ہيں، اور نماز قائم كرنا، اور زكوۃ ادا كرنا، اور حج كرنا اور رمضان كے روزے ركھنا" صحيح بخارى حديث نمبر (8) صحيح مسلم حديث نمبر (16).

اور حج صرف صاحب استطاعت پر فرض ہے جو استطاعت نہیں رکھتا اس پر حج فرض نہیں، اور استطاعت میں: حج ادا کرنے کے لیے سفر کی مالی اور بدنی استطاعت شامل ہے.

اور انسان کو حج کے لیے قرض حاصل کرنے کا مکلف نہیں کیا جا سکتا، اور نہ ہی اس کے لیے ایسا کرنا مستحب ہے، اگر اس نے مخالفت کی اور قرض حاصل کر کے حج کر لیا تو ان شاء اللہ اس کا حج صحیح ہے.

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ تعالی سے سوال کیا گیا کہ:

بعض لوگ اپنی کمپنی سے حج کے لیے قرض حاصل کرتے ہیں جو قسطوں میں ان کی تنخواہ سے کاٹ لیا جاتا ہے، لہذا اس بارہ میں آپ کی رائے کیا ہے؟

شیخ رحمہ اللہ تعالی کا جواب تھا:

میرے خیال میں اسے ایسا نہیں کرنا چاہیے؛ اس لیے کہ جب اس کے ذمہ قرض ہے تو اس پر حج فرض ہی نہیں، تو پھر جب وہ حج کے لیے قرض حاصل کرے تو کیسے ہو گا؟ ! میری رائے یہ ہے کہ وہ حج کے لیے قرض حاصل نہ کرے؛ کیونکہ اس حالت میں اس پر حج واجب نہیں.

اس لیے اس کو چاہیے کہ وہ اللہ تعالی کی دی گئی رخصت اور اس کی رحمت کی وسعت کو قبول کرے، اور اسے اپنے آپ کو ایسا قرض حاصل کرنے کی تکلیف نہیں کرنی چاہیے جس کے متعلق وہ جانتا ہی نہیں کہ اس کی ادائیگی کرسکے گا یا نہیں ؟ ہو سکتا ہے اسے موت آجائے اور قرض اس کے ذمہ ہی باقی رہے" انتہی

دیکھیں: مجموع فتاوی الشیخ ابن عثیمین (21 / 93).

اور اگر حج کے لیے سودی قرض حاصل کیا جائے تو یہ اکبر الکبائر میں شام ہوتا ہے، اور سود کی حرمت تو دلائل کے بغیر ہی مشہور و معروف ہے.

ارشار باری تعالی ہے:

اے ایمان والو! اللہ تعالی سے ڈرو اور جو سود باقی بچا ہے اسے ترک کردو اگر تم مومن ہو، اگر ایسا نہیں کرو گے تو پھر اللہ تعالی اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جانب سے اعلان جنگ ہے، اور اگر تم توبہ کرلو تو تمہارے لیے تمہارے اصل مال ہیں، نہ تو تم ظلم کرو اور نہ ہی تم پر ظلم کیا جائے البقرۃ (278 ـ 279).

اور ایك مقام پر ارشاد ربانی ہے:

اور اللہ تعالی نے بيع حلال اور سود كو حرام كيا ہے، لہذا جس كے پاس اس كے رب كى جانب سے نصيحت آگئى اور وہ رك گيا اس كے ليے وہ ہے جو گزر چكا اور اس كا معاملہ اللہ كى طرف ہے، اور جو كوئى پھر دوبارہ (حرام كى طرف)لوٹا وہ جہنمى ہے ايسے لوگ ہميشہ ہى اس ميں رہيں گے البقرۃ (274).

اور عبد اللہ بن مسعود رضى اللہ تعالى عنہما بيان كرتے ہيں كہ:

" رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے سود كھانے اور كھلانے والے پر لعنت فرمائى " صحيح مسلم حديث نمبر (1597).

تو پھر ايك مسلمان شخص كيسے راضى ہو سكتا ہے كہ وہ حج كرنے كے ليے ايسے كبيرہ گناہ كا مرتكب ہو جس پر اللہ تعالى نے جنگ كا وعدہ كيا ہو حالانكہ اگر وہ صاحب استطاعت نہيں تو پھر اس پر حج فرض ہى نہيں.

اور سوال نمبر (11179) كے جواب ميں كريڈٹ كارڈ كے ذريعہ قرض كى حرمت بيان كى جا چكى ہى كہ يہ بھى سود كى ايك قسم ہے.

اور حج صحيح ہونے كے اعتبار سے تو حرام مال سے كردہ حج بھى صحيح ہے، ليكن وہ حج مبرور نہيں.

حتى كہ ايك امام كا كہنا ہے كہ:

اگر آپ نے اصلا حرام مال سے حج كيا تو آپ نے حج نہيں كيا ليكن جانور نے حج كرليا.

اللہ تعالى تو ہر پاكيزہ اور اچھى چيز قبول فرماتا ہے، بيت اللہ كا حج كرنے والے ہر شخص كا حج مبرور نہيں ہوتا.

شعر ميں العير كا معنى وہ جانور ہے جس پر حاجى سوار ہوتا ہے يعنى گدھا.

آپ سوال نمبر (48986) كے جواب كا مطالعہ ضرور كريں.

امام نووى رحمہ اللہ تعالى كہتے ہيں:

جب كوئى شخص حرام مال كے ساتھ حج كرے يا كسى غصب كردہ جانور پر حج كرے تو ہمارے ہاں اس كا حج صحيح ہے اور ادا ہو جائے گا، اور وہ گنہگار ہوگا.

امام ابو حنيفہ اور امام مالك، اور عبدرى رحمہم اللہ تعالى نے بھى يہى كہا ہے، اور اكثر فقہاء كرام كا قول بھى يہى ہے.

دیکھیں: المجوع (7 / 40).

مستقل فتوی کمیٹی کے علماء سے مندرجہ ذیل سوال کیا گیا:

حرام مال سے کیا جانے والے حج کا حکم کیا ہے؟ ـ یعنی نشہ کی اشیاء فروخت کرنے کے فوائد کے ساتھ ـ ایسا کام کرنے کے بعد وہ اپنے والدین کے لیے حج کی ٹکٹیں بھیجتے اور حج کرتے ہیں، حالانکہ ان میں سے بعض کو یہ علم ہوتا ہے کہ یہ مال نشہ آور اشیاء فروخت کر کے جمع کیا گیا ہے، تو کیا یہ حج مقبول ہے کہ نہیں؟

کمیٹی کے علماء کا جواب تھا:

حرام مال سے حج کرنا اس کے صحیح ہونے میں مانع نہیں، لیکن حرام کمائی کا گناہ ہو گا، اور حج کے اجروثواب میں بھی نقص اور کمی ہو گی لیکن حج باطل نہیں ہوتا.

دیکھیں: فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء (11 / 43).

اور اس باب میں ایک حدیث مشہور ہے لیکن وہ ضعیف ہے:

عمر رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" جس نے حرام مال سے حج کیا اور لبیک اللہم لبیک (حاظر ہوں میں اے اللہ میں حاظر ہو) کہا، تو اللہ عزوجل فرماتا ہے: نہ تو تیری لبیک ہے اور نہ ہی سعدیک اور تیرا حج تجھ پر لوٹا دیا گیا ہے"

ابن جوزی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح نہیں. دیکھیں: العلل المتناھیۃ (2 / 566).

تو یہ اولی اور بہتر ہے.

واللہ اعلم .